بسم اللہ الرحمن الرحیم

ارتداد کی لہر
اسباب وعلاج

جمع وترتیب
محمد عبید اللہ خان قاسمی

بزم خطباء

بزم خطباء ایک ٹیلیگرام چینل ہے، جس میں خطباء کے لیے مواد مہیا کیا جاتا ہے، اپنے دوست احباب کو شامل فرمائیں۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ نَحۡمَدُهٗ وَنَسۡتَعِيۡنُهٗ وَنَسۡتَغۡفِرُهٗ وَنُؤۡمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيۡهِ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَيِّئَاتِ اَعۡمَالِنَا، مَنۡ يَّهۡدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنۡ يُّضۡلِلۡهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشۡهَدُ اَنۡ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَاشَرِيۡكَ لَهٗ وَنَشۡهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَرَسُوۡلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيۡهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسۡلِيۡمًا كَثِيۡرًا، اَمَّا بَعۡدُ:

قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید والفرقان الحمید:

أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم:

وَمَنۡ يَّرۡتَدِدۡ مِنۡكُمۡ عَنۡ دِيۡنِهٖ فَيَمُتۡ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولٰٓئِكَ حَبِطَتۡ أَعۡمَالُهُمۡ فِي الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ وَأُولٰٓئِكَ أَصۡحَابُ النَّارِ هُمۡ فِيۡهَا خَالِدُوۡنَ۔ (البقرہ: ۲۱۷)

ترجمہ: اور جو کوئی پھرے تم میں سے اپنے دین سے پھر مرجاوے حالت کفر ہی میں تو ایسوں کے ضائع ہوئے عمل دنیا اور آخرت میں، اور وہ لوگ رہنے والے ہیں دوزخ میں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

وَمَنۡ يَّبۡتَغِ غَيۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِيۡنًا فَلَنۡ يُّقۡبَلَ مِنۡهُ ۚ وَهُوَ فِي الۡاٰخِرَةِ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ (آل عمران: ۸۵)

ترجمہ: اور جو اسلام کے سوا کسی اور دین کا طالب ہو تو اس سے وہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں بھی نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَ شَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّ جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۔ (آل عمران: ۸۶)

ترجمہ: اللہ ان لوگوں کو کیسے ہدایت دے سکتے ہیں، جو ایمان لانے، رسول کے برحق ہونے کی گواہی دینے اور رسول کے کھلی ہوئی نشانیاں لے کر آنے کے بعد بھی کفر کو اختیار کرلیں؟ اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیا کرتے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ ۔ (آل عمران: ۹۰)

ترجمہ: بے شک جن لوگوں نے ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کیا اور کفر میں بڑھتے رہے، ان کی توبہ ہرگز قبول نہ کی جائے گی، اور یہی لوگ پکے گمراہ ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۫ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (المائدہ: ۵۴)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم میں سے جو اپنے دین سے پھر جائے (وہ یاد رکھے) کہ عنقریب اللہ ایسے لوگوں کو لائیں گے، جن سے خدا محبت کرتے ہیں اور وہ خدا سے، وہ مسلمانوں کے مقابلہ نرمی برتنے والے اور کفر کرنے والوں کے مقابلہ زور آور ہوں گے، وہ اللہ کے راستہ میں جہاد کریں گے اور برا کہنے والے کے برا کہنے سے نہیں ڈریں گے، یہ اللہ کا فضل ہے، اللہ جسے چاہتے ہیں اسے عطا فرماتے ہیں، اور اللہ بڑی گنجائش والے اور علم والے ہیں۔

وَ لَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ وَ لَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّ لَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَ لَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ؕ وَ لَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّ لَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۖۚ وَ اللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَ الْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَ يُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۔ (البقرہ: ۲۲۱)

ترجمہ: اور مشرک عورتیں جب تک مسلمان نہ ہوجائیں، ان سے نکاح نہ کرو اور ایک مسلمان باندی بھی (آزاد) مشرک خاتون سے بہتر ہے، گو وہ تم کو پسند ہو، اور (مسلمان عورتوں کا) مشرک مردوں سے جب تک وہ مسلمان نہ ہوجائیں، نکاح نہ کرو گو وہ تم کو پسند ہوں؛ کیوں کہ یہ دوزخ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ اپنی توفیق دے کر جنت اور مغفرت کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ لوگوں کے لیے اپنے احکام کھول کھول کر بیان فرماتے ہیں؛ تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔

تمہید

اللہ رب العزت نے ہمیں جن نعمتوں سے نوازا ہے ان میں سب سے اہم نعمت ایمان ہے، لیکن اس ایمان کی قدر ہمارے دلوں کے اندر نہیں ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ ایمان کی دولت گھر بیٹھے مل گئی ہے مسلمان گھرانے میں ہم پیدا ہو گئے ہمیں مسلمان کہا جانے لگا اس کی اصل قدر تو ان لوگوں کو ہے جنھوں نے اس ایمان کو حاصل کرنے کے لیے تن من دھن کی بازی لگائی اور اپنا سب کچھ قربان کیا، اس ایمان کی قدر حضرت بلال حبشیؓ سے پوچھیے سلمان فارسیؓ سے پوچھیے صہیب رومیؓ سے پوچھیے وہ آپ کو بتائیں گے کہ انھوں نے اس ایمان کی حفاظت کے لیے کیسی قربانیاں دیں۔

ایمان کی نعمت مل جانے کے بعد ایمان کی حفاظت یہ سب سے بڑی ذمہ داری ہے کوئی مسلمان کسی بھی وجہ سے اگر ایمان کو چھوڑ دے اور وہ کفر کو اختیار کر لے تو اسے مرتد کہا جاتا ہے اور مرتد کی بہت سخت سزا قرآن مجید کے اندر بیان کی گئی ہے، اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ اس کے اعمال حبط ہو جاتے ہیں اور ہمیشہ ہمیش کے لیے اسے جہنم کے اندر داخل کیا جائے گا اور اگر اسلامی قانون نافذ ہو تو اسے قتل کر دیا جائے گا یہ اتنا بڑا جرم ہے۔

موجودہ حالات

یوں تو وقتا فوقتا مسلمان لڑکیوں کے ارتداد کی خبریں ملتی رہتی تھی اور اخبارات اور سوشل میڈیا کے ذریعے یہ پتہ چلتا کہ فلاں مسلم لڑکی نے غیر مسلم کے ساتھ شادی کر لی ہے، اور دین اسلام کو ترک کر دیا ہے، لیکن گزشتہ کچھ عرصہ سے منظم انداز میں مسلمان لڑکیوں کو محبت کے جال میں پھنسا کر ان کے دین اور دنیا کو خراب کیا جا رہا ہے اور تسلسل کے ساتھ ملک کے ہر کونے سے ایسی خبریں موصول ہو رہی ہیں۔

اس کے علاوہ ایک پورے خاندان کے مرتد ہونے کی خبر بھی اخبارات کی زینت بن چکی ہے۔

یہ بات اب کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ ایک منصوبہ بند سازش کے تحت مسلم بچیوں کو پیار محبت کے نام پر ورغلایا جا رہا ہے، ہندو شدت پسند جماعتیں اس کے لیے باضابطہ طور پر لڑکوں کو ٹریننگ دے رہی ہیں۔ ۱۴ اگست ۲۰۱۸ کو ''راجستھان پتریکا'' میں ایک رپورٹ شائع کی گئی ہے جس کا عنوان ہے ''مسلم لڑکیوں سے شادی کرنے پر ملیں گے، ڈھائی لاکھ روپے اور چھ مہینے تک کھانا پینا فری'' رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ ''بھارت ہندو یووا مورچہ'' مسلم لڑکیوں سے شادی کرنے والے ہندو نوجوانوں کو نہ صرف یہ کہ انعام و اکرام سے نوازے گا بلکہ انہیں تحفظ بھی فراہم کرے گا۔ یہی خبر اسی تاریخ کو ''جن ستا'' اور دوسرے ہندی اخبارات میں بھی شائع ہوئی ہے۔ چونکہ یہ کام بہت ہی منظم اور منصوبہ بند طریقے سے ہو رہا ہے اس لیے اس کے خاطر خواہ نتائج بھی سامنے آ رہے ہیں۔ حالیہ چند

دنوں میں کئی ایسے واقعات سامنے آئے ہیں جن میں کالج، یونیورسٹی میں پڑھنے والی مسلم بچی کو پیار محبت کا جھانسا دے کر باضابطہ طور پر ہندو بنایا گیا ہے۔

یہ مسئلہ انتہائی سنگین ہے، ہر روز ارتداد کے نت نئے معاملے سامنے آرہے ہیں، سوشل میڈیا مسلم لڑکیوں کے ارتداد کی کہانیوں سے بھرا پڑا ہے۔ایسی ایسی تصویریں موصول ہوتی ہیں کہ اپنی بہنوں کی زندگی کو تباہ و برباد ہوتا ہوا دیکھ کر دل خون کے آنسو رونے پر مجبور ہوتا ہے۔(ارتداد کی آندھی سے اپنی بہن بیٹیوں کو کیسے بچائیں؟ کامران غنی صبا)

ملک کے مختلف حصوں سے نوجوان مسلم لڑکیوں کے ارتداد کی خبریں آرہی ہیں اور وہ غیر مسلم نوجوان سے شادیاں کر رہی ہیں، پہلے بھی اس قسم کے واقعات سامنے آتے رہے ہیں لیکن ان میں سے بیشتر معاملات طرفین کے درمیان معاشقوں پر مبنی ہوتے تھے لیکن اب یہ محض معاشقے نہیں معلوم ہوتے بلکہ ایک سوچی سمجھی حکمت عملی کے تحت نام نہاد لو جہاد کے جواب میں مسلم لڑکیوں میں ارتداد کا زہر گھولنے کی سازش انجام تک پہنچائی جارہی ہے۔

پہلے لو جہاد کا ہوا کھڑا کیا گیا، تاکہ برادران وطن کو اسلام اور مسلمانوں سے بدظن کیا جائے، اب اپنی سازش کو عملی جامہ پہنانے پر ان کی پوری توجہ ہے۔

ایسے حالات میں ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے تمام مسلمانوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ ان کے اسباب کو جانیں اور اس کا علاج کرنے کی کوشش کریں۔

ارتداد کے واقعات کی ایک جھلک

”اخبار بینی بہت سے افراد کا معمول ہے لیکن اکثر خبروں سے ہم سرسری طور سے گزر جاتے ہیں، بعض خبریں انتہائی المناک ہوتی ہیں اور بعض واقعات ایسے رونما ہوتے ہیں کہ حساس انسان دل پکڑ کر رہ جاتا ہے۔

اسی طرح بعض واقعات ملی حمیت اور اسلامی غیرت کو للکارنے والے ہوتے ہیں، نلگنڈہ کے ایک دیہات میں پیش آئے حالیہ واقعہ نے ہوش اڑا دیے، تفصیلات کے مطابق نلگنڈہ کے تیرتی منڈل کے موضع ملے لاری گورام کی ساکن ایم ڈی آسیہ (حسینہ) اور اسی موضع سے تعلق رکھنے والے سرینواس کے درمیان عاشقی چل رہی تھی، شادی سے انکار پر آسیہ نے سرینواس کے مکان کے پاس احتجاج کا آغاز کیا تھا، دوسرے دن موضع کے ذی اثر افراد نے اس کی حمایت کرتے ہوئے پولیس میں شکایت کی، پولیس اسٹیشن طلب کرتے ہوئے موضع کی عوام کی موجودگی میں چھ ماہ قبل شادی کرادی، چھ ماہ کے اندر بیوی آسیہ حاملہ ہوئی جس پر شوہر نے فوری حمل ضائع کرنے پر زور دیا لیکن بیوی نے انکار کیا جس پر سرینواس شوہر جان سے مارنے کی دھمکی دی تھی، بیوی (آسیہ) انکار کرتے ہوئے والدین کے

مکان واقع ملے واری گوڈم چلی گئی، 19 اگست کی شام کو مکان میں تنہا دیکھ کر شوہر سرینواس نے چاقو سے حملہ کر کے گلا کاٹ دیا، کچھ ہی دیر میں خون میں لت پت بیوی نے دم توڑ دیا، چند لمحوں میں آسیہ کی کہانی ختم ہوگئی، لیکن اس نے ملتِ اسلامیہ کے سر کو شرم سے جھکا دیا ہے، ہر وہ مسلمان جس کے سینے میں ملت کے لئے اور دینِ اسلام کے لئے دھڑکنے والا دل ہو اس واقعہ کو پڑھ کر ضرور مغموم ہوا ہوگا۔

اسلام اور مسلمانوں کی رسوائی کا سبب بننے والے اس قسم کے واقعات اب روز کا معمول بن چکے ہیں، مسلمان لڑکیوں کا غیر مسلم لڑکیوں کے ساتھ فرار ہوجانا، پھر اپنے دین ومذہب کو خیر باد کر کے ان سے شادی رچانا اب اس قدر عام ہو چکا ہے کہ ہر ماہ اس قسم کے متعدد واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں۔

گزشتہ دنوں بھٹکل سے تعلق رکھنے والے ملک کے ایک معروف عالم دین مولانا الیاس ندوی نے اپنے مضمون میں اس قسم کے واقعات کی جو تفصیل پیش کی ہے وہ انتہائی چونکا دینے والی ہے، مولانا نے دہلی واطراف کے تعلق سے جمعیت علماء سے وابستہ علماء کرام کے حوالہ سے لکھا ہے کہ پچھلے ایک سال میں دہلی واطراف میں پانچ سو سے زائد مسلم لڑکیاں غیر مسلموں کے ساتھ بیاہ کر کے اپنے گھر اور والدین سے فرار ہو چکی ہیں، جموں کشمیر کے دورہ میں مولانا شکیل ندوی نے انہیں بتایا کہ گزشتہ چند ماہ کے دوران ملک کے مختلف شہروں کی یونیورسٹیوں میں زیر تعلیم آٹھ مسلم لڑکیاں اسلام سے دستبرداری کا اعلان کر چکی ہیں، مولانا کے ایک عزیز نے انہیں بتایا کہ چند ماہ قبل قریب کی بستی کی دو مسلم طالبات نے اسلام کو خیر باد کہہ کر ارتداد کو گلے سے لگالیا ہے۔

گزشتہ ۸/جولائی کے اخبارات میں شہر حیدرآباد میں سنگھ پریوار کی جانب سے چل رہی لو جہاد مہم کی ہوش ربا تفصیلات شائع ہوئیں، آئی ٹی شعبہ میں دور دراز علاقوں میں ملازمت کر رہی مسلم لڑکیوں کو خصوصیت کے ساتھ نشانہ بنانے کی اطلاع دی گئی تھی، اخبار کے مطابق دیگر ریاستوں میں بھی اس قسم کی مہم شدت کے ساتھ جاری ہے، اخبار نے تصاویر کے ساتھ اس قسم کی کئی لڑکیوں کی نشاندہی بھی کی ہے، مثلاً اڑیشہ بھوبنیشور روٹری لائن کی رہنے والی ایک ۳۲ سالہ لڑکی جو آئی ٹی حیدرآباد میں ملازمت کر رہی ہے اور گچی باولی میں مقیم ہے، ملازمت کے دوران جوبلی ہلز کے رہنے والے ایک غیر مسلم لڑکے سے اس کا عشق ہوگیا اور دونوں نے ۲۵/اپریل ۲۰۱۸ء کو شادی کرنے کی غرض سے ضلع رنگا ریڈی کے رجسٹرار آفس میں درخواست دی۔

اسی طرح رگھویندر کالونی رنگا ریڈی کی مقیم ایک مسلمان لڑکی جو سافٹ ویر انجینئر بتائی جاتی ہے اور فی الحال شیخ پیٹ گلشن کالونی میں مقیم ہے، اس کا تعلق تریپورہ رام نگر کے متوطن غیر مسلم نوجوان سے ہوا جو فی الحال کنڈہ پور میں مقیم ہے، ان دونوں نے بھی شادی کی غرض سے ۱۹/جون ۲۰۱۸ء کو ضلع رنگا ریڈی کے رجسٹرار آفس میں درخواست داخل کی۔

ایک اور واقعہ میں وینکٹ نگر گچی باؤلی کی مسلم لڑکی کا وجے واڑہ کے رہنے والے غیر مسلم نوجوان سے تعلق ہوا جو سافٹ ویر

انجینئر بتایا جاتا ہے، ان دونوں نے بھی رجسٹرار آفس میں شادی کی غرض سے درخواست داخل کی ہے۔

یہ چند نمونے ہیں ورنہ میریج رجسٹریشن آفس کے نوٹس بورڈ کا جائزہ لیں تو وہاں اس قسم کی بہت سی تصاویر دیکھنے کو ملیں گی۔

اعداد وشمار کے مطابق مہاراشٹر کی حد تک یہ تمام معاملات ناسک، امراوتی، پونے اور تھانے میں پیش آئے ہیں، یہ تمام شہر تعلیمی اپنے اداروں کی وجہ سے ریاست بھر میں اہمیت رکھتے ہیں بلکہ پونے تو ایجوکیشنل ہب کہلاتا ہے، گزشتہ اگست میں ان شہروں سے باضابطہ طور پر 11 مسلم لڑکیوں نے غیر مسلم لڑکوں سے شادی کرنے کی خواہش کا اظہار کیا تھا، اس کے بعد ستمبر میں یہ تعداد 12 ہوگئی، گویا صرف دو ماہ میں صرف مہاراشٹر سے 23 مسلمان لڑکیوں نے ہندو لڑکوں سے شادیاں کی ہیں، جبکہ اکتوبر 2017 سے جولائی 2018ء تک ایسے 21 معاملات سامنے آئے تھے اس کے بعد امسال ستمبر اور اکتوبر میں صرف دو ماہ 23 معاملات سامنے آئے ہیں جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں صرف معاشقہ ہی کارفرما نہیں ہے بلکہ کسی سوچی سمجھی حکمت عملی کے تحت مسلم لڑکیوں میں ارتداد کا زہر سرایت کیا جارہا ہے۔

یہ وہ معاملات ہیں جن میں باضابطہ طور پر مسلم لڑکیوں نے ہندو لڑکوں سے شادیاں کی ہیں، درجنوں معاملات لازمی طور پر ایسے ہونگے جو سامنے نہیں آسکے، ممکن ہے ارتداد کی لہر ان لڑکیوں کے حوصلوں کو تقویت فراہم کرے گی اور آئندہ دنوں میں ان بین المذاہب شادیوں کے اعداد وشمار میں اضافہ ہوگا۔

یہ صرف مہاراشٹر کے اعداد وشمار ہیں جبکہ ایسی خبریں ملک بھر سے آرہی ہیں، اور اتر پردیش میں حکومت ایسی شادیوں کی سرپرستی کررہی ہے، غیر مسلم لڑکوں کی جانب سے ہندو لڑکیوں کے پھنسائے جانے کے بیشتر واقعات بڑے شہروں سے آئے ہیں اور ۸۰ فیصدی معاملات عصری تعلیمی اداروں میں زیر تعلیم لڑکیوں کے ہیں۔

فرقہ پرست تنظیموں کی سازش

اس قسم کے بڑھتے ہوئے واقعات کا ایک سبب فرقہ پرست تنظیموں کی جانب سے چلائی جارہی مہم ہے، مختلف فرقہ پرست تنظیمیں نوجوانوں کو مسلمان لڑکیوں کو پھانسنے کے لئے مستقل ترغیب دیتی ہیں۔

گزشتہ ۲۰ رستمبر کو مغربی بنگال میں وی ایچ پی نے ہندو نوجوانوں کے لئے فرمان جاری کرتے ہوئے کہا کہ وہ مسلم لڑکیوں سے شادی کریں اور بعد میں ان کا مذہب تبدیل کرالیں، انڈیا ٹوڈے کی ایک رپورٹ کے مطابق وی ایچ پی کا کہنا ہے کہ ہندو نوجوانوں کو ان مسلم لڑکیوں سے شادی کرنی چاہیے جو ذہنی طور پر ہندو مذہب کے قریب ہیں اور انہیں ہندو دھرم کا حصہ بنانا چاہیے۔

مغربی بنگال میں باقاعدہ مہم کے تحت پمفلٹ تقسیم کئے جارہے ہیں جن میں ہندو خواتین کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ لو جہاد سے بچ کر رہیں، بالفاظ دیگر یوں کہا جاسکتا ہے کہ ہندو خواتین کو بچاؤ اور مسلم خواتین کو پھنساؤ۔

ایک غیر مسلم نوجوان جس نے ایک مسلمان لڑکی کو اپنی گرل فرینڈ بنا رکھا ہے ایک مسلمان صحافی (جناب کامران غنی صبا) سے گفتگو کرتے ہوئے بتایا کہ ہندو تنظیموں کی پوری کوشش مسلمان عورتوں اور لڑکیوں کو ان کے دین سے بدظن کرنا ہے، اس کے لیے ان تنظیموں نے بہت مضبوط لائحہ عمل بنایا ہے، شادی شدہ عورتوں کو طلاق، گھریلو مظالم اور آزادی کے نام پر ورغلانے کی کوشش کی جارہی ہے، مسلمان عورتوں سے پیسہ دے کر نقاب پہنا کر اسلام مخالف بیانات ریکارڈ کروائے جارہے ہیں اور انہیں سوشل میڈیا پر وائرل کیا جارہا ہے، مسلم لڑکیوں کو ورغلانے کے لیے بہت ہی خطرناک منصوبے کے تحت کام ہورہا ہے، اس کے لیے باضابطہ نوجوان لڑکوں کو ٹریننگ دی جاتی ہے، انہیں خاص طور سے اردو زبان سکھائی جاتی ہے، لڑکیوں کے اندر جلد متاثر ہونے کی صلاحیت ہوتی ہے لہٰذا جب وہ غیر مسلم لڑکوں کی زبان سے اردو زبان کے الفاظ اور اشعار سنتے ہیں تو فطری طور پر متاثر ہوتی ہیں اور یہیں سے ان کی بربادی کی داستان شروع ہوجاتی ہے، مذکورہ نوجوان نے بتایا کہ ہندو تنظیموں کی جانب سے ایک مسلمان لڑکی کو گمراہ کرنے کے عوض دو لاکھ روپئے کی پیشکش کی جاتی ہے، ساتھ ہی یہ شرط بھی عائد کی جاتی ہے کہ چھ مہینوں سے سال بھر کے اندر لڑکی کو اس حالت میں لا کھڑا کرنا ہے کہ وہ یا تو خودکشی کرلے یا سماج میں منہ دکھانے کے لائق نہ رہے، مذکورہ غیر مسلم نوجوان نے جن باتوں کا انکشاف کیا ہے اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ فرقہ پرست تنظیمیں مسلم لڑکیوں کو مرتد کرنے کے لئے کس قدر منصوبہ بند طریقہ پر سرگرم عمل ہیں"۔ (دختران ملت ارتداد کے دہانے پر)

بین مذہبی شادی، اسلام کی نظر میں

کسی بھی غیر مسلم کے ساتھ شادی کرنا اور ازدواجی تعلق قائم کرنا کیسا ہے؟ اس میں اسلامی قانون کی کیسی خلاف ورزی پائی جاتی ہے؟ اور اس طرح کرنے والا دائرۂ اسلام میں رہتا ہے یا خارج ہوجاتا ہے؟ آیئے اس سلسلہ میں کتاب وسنت سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں، چناں چہ غیر مسلم مرد سے نکاح کے بارے میں قرآن پاک کا صاف اور کھلا حکم موجود ہے: اور مشرک عورتوں سے اس وقت تک نکاح نہ کرو جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں، یقیناً ایک مومن باندی کسی بھی مشرک عورت سے بہتر ہے، خواہ وہ مشرک عورت تمہیں پسند آرہی ہو، اور اپنی عورتوں کا نکاح مشرک مردوں سے نہ کراؤ جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں، اور یقیناً ایک مومن غلام کسی بھی مشرک مرد سے بہتر ہے خواہ وہ مشرک مرد تمہیں پسند آرہا ہو، یہ سب دوزخ کی طرف بلاتے ہیں جبکہ اللہ اپنے حکم سے جنت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے، اور اپنے احکام لوگوں کے سامنے صاف صاف بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ (سورۃ البقرۃ:۲۲۱).

یہ حکم کس قدر اہمیت کا حامل ہے اس کا اندازہ اس سے لگائیں کہ قرآن نے صرف حکم ہی بیان کرنے پر اکتفا نہیں کیا؛ بلکہ مومن مرد اور عورت کو جدا جدا خطاب کر کے منع کرنے کے ساتھ اس کی حکمت اور وجہ بھی بیان کر دی، اول تو مشرک مرد و عورت سے نکاح کو اس وقت تک منع قرار دیا جب تک وہ ایمان قبول نہ کر لیں، پھر فوراً ہی فیصلہ کن انداز میں اس صورت کو بھی بیان کر دیا کہ کافر و مشرک جاہ و جلال حسن و جمال اور حسب و نسب کے اعتبار سے تمہیں کتنا ہی پسند کیوں نہ آئے، اس کے مقابلے میں دنیاوی اعتبار سے سے کم حیثیت والا مومن ہی تمہارے لیے ہزار درجہ بہتر ہے قرآن نے اپنے بلیغ اسلوب میں اس کو یوں بیان کیا: ایک مومن غلام اور باندی مشرک مرد و عورت سے بہتر ہے، اس کی اصل حکمت یہ بیان کی کہ یہ کافر اور مشرک دوزخ اور جہنم میں لے جانے والے ہیں اور اللہ تعالی اپنے ارشاد سے جنت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے، اصل ناکامی اور کامیابی ہی یہی ہے؛ اس لیے اخیر میں شفقت بھرے لہجے میں ارشاد فرمایا کہ یہ احکام صاف صاف اس لیے بیان کیے جاتے ہیں، تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں، اس اسلوب سے اس طرف بھی اشارہ ملتا ہے کہ مخاطب کے فائدے کے پیش نظر ہی مذکورہ حکم دیا گیا ہے۔

پتہ چلا کہ صدق دل سے اسلام قبول کرنے سے پہلے کسی غیر مسلم کا نکاح مسلمان خاتون کے ساتھ جائز نہیں، نکاح منعقد ہی نہیں ہوتا، ازدواجی تعلق حرام کاری کے زمرہ میں داخل ہوتا ہے، ایمان جیسی قیمتی دولت کو جنسی خواہش کی بھینٹ چڑھا دینا اور غیر مسلم کی ہمہ وقت صحبت و معیت اختیار کر کے اپنے دین و ایمان کو خطرہ میں ڈالنا کس قدر سنگین جرم ہے کہ ایسی بدکاری کی حالت میں دین و ایمان کا سلامت رہ جانا بھی دشوار ہے، اسی حالت میں موت آ جانے کی صورت میں آخرت میں جو انجام ہوگا، اس کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، ایک مسلمان بندی اپنے خالق و مالک کے روبرو کس طرح کھڑی ہوگی اور اپنے اعمال و ایمان کا کیا جواب اس کے پاس ہوگا؟ حضرت محمد ﷺ جن کے طفیل ہمیں دین و ایمان کی دولت ملی، انہوں نے ایک ایک امتی کے لیے کیسی کیسی دعائیں کیں، مسلمان بندی ان کو کیا منہ دکھائے گی، اپنے دین و ایمان کو غارت کرنے کا کیا جواز وہ پیش کر سکے گی؟

ارتداد کے بنیادی اسباب

غور کیا جائے اور سنجیدگی سے جائزہ لیا جائے تو اس برائی؛ بل کہ بے حیائی کے بہت سارے اسباب ہیں؛ جن میں فحش و ناجائز تعلقات پر مبنی ٹی وی سیریل، موبائیل کا غلط استعمال، مخلوط نظام تعلیم، ذاتی طور پر دینداری کی کمی اور مسلم گھرانوں میں دینی ماحول کا فقدان وغیرہ سرفہرست ہیں، آج عفت و عصمت، پاکیزگی و پاک دامنی کی کوئی فضیلت و اہمیت دلوں میں باقی نہ رہی؛ بل کہ عفت و عصمت کی قدروں کو پامال کرنا، ایک فیشن بن گیا اور جو شرم و حیاء اور عصمت کی بات کرے وہ ان لوگوں کی نظر میں دقیانوسی اور حالات زمانہ سے بے بہرہ اور تاریک خیال ٹھہرایا گیا، اخلاق و شرافت، تہذیب و انسانیت کی جگہ حیوانیت و درندگی، دنائت و بدتہذیبی نے لے

لی اور انسانیت واخلاق کی توہین کرنا، ایک محبوب مشغلہ بن گیا، آج ہمارے بچے یہ نہیں جانتے کہ ان کے مسلمان ہونے کا معنی کیا ہے؟ ہم مسلمان کیوں ہیں؟ ہم میں اور کافر میں کیا بنیادی فرق ہے؟ آج کی نسل طہارت کے موٹے موٹے مسائل بھی نہیں جانتی! ہمارے بچوں کو محرم ونامحرم کسے کہتے ہیں اس کی بھی تمیز نہیں! یہ کتنے افسوس بات ہے کہ کھانے کے لیے جینا اور جینے کے لیے کھانا ہمارا مقصد بن چکا ہے، ہمیں اپنے دین کی ترقی سے کوئی مطلب نہیں، والدین کو اولاد کی تربیت کا کوئی احساس نہیں، نوجوانوں کو اپنے دینی مستقبل کی کوئی فکر نہیں ہر شخص ذمہ داری کے احساس سے خالی ہے جب کہ سرکار دو عالم ﷺ فرمارہے ہیں: تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے اور اس سے اس کی ذمہ ادرای کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ (متفق علیہ)

عہد نبوی کا ایک فکر انگیز واقعہ

خواتین کی ایمانی غیرت، دینی حمیت اور مذہبی وابستگی کا عہد نبوی میں پیش آمدہ اس ایک واقعہ سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے، حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا جب بیوہ ہوئیں تو مدینہ منورہ کے ایک رئیس زادے ابوطلحہ نے شادی کا پیغام بھیجا، اس وقت ام سلیم تو مسلمان ہوچکی تھیں؛ مگر ابوطلحہ ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، لہذا ام سلیم نے یہ دوٹوک جواب دے کر ان کے پیغام کو رد کردیا کہ اے ابوطلحہ! اللہ کی قسم آپ کی وہ حیثیت ہے کہ آپ کا پیغام رد نہ کیا جائے؛ لیکن مشکل یہ ہے کہ آپ کافر ہیں، میں مسلمان ہوں اور کسی مسلمان عورت کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ کسی کافر کے ساتھ شادی کرے (مسند احمد، سنن نسائی) یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب کہ ابھی مسلم وکافر کی شادی کے بطلان کا حکم بھی نازل نہیں ہوا تھا پھر بھی ایک مسلمان عورت کی غیرت اور عزت نفس دیکھیے کہ اپنے کو کسی کافر کی ماتحتی اور نگرانی میں دینا گوارا نہیں کیا۔ (تعلیم یافتہ نوجوان طبقہ ارتداد کے دہانے پر، از قلم: مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی)

ارتداد کے اسباب بیان کرتے ہوئے فقیہ العصر حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب دامت برکاتہم رقمطراز ہیں:

غیر مسلم لڑکیوں کے ساتھ شادی کے واقعات کے بظاہر چار بنیادی اسباب ہیں:

اول: شادی کی فضول خرچیاں

دوسرے: مسلمان لڑکوں کی تعلیمی پسماندگی،

تیسرے: مخلوط تعلیم

چوتھے: مخلوط ماحول کی ملازمت

شادی میں فضول خرچی اس درجہ بڑھ گئی ہے کہ اب عام لوگوں کی شادیاں پرانے نوابوں اور راجاؤں کی شادیوں میں ہونے

والے تزک واحتشام کو بھی مات کررہی ہیں، دولت مند طبقوں نے اس کو اپنی مالی فراوانی کے مظاہرہ کا ذریعہ بنالیا ہے، درمیانی طبقہ اس کی وجہ سے بعض اوقات درودیوار تک بیچنے پر مجبور ہوجاتا ہے اور کمزور طبقہ اگر دین سے بے بہرہ ہو تو چاہتا ہے کہ کسی طرح اپنے جگر گوشہ کے بوجھ سے وہ نجات پاجائے، خواہ وہ کسی مسلمان کے گھر میں جائے یا غیر مسلم کے، جب تک معاشرہ کے دولت مند لوگ سادگی کو اختیار نہ کریں گے، اس صورت حال میں کسی تبدیلی کا امکان نہیں، اس کے لئے ضروری ہے کہ جیسے قدرتی آفات کے مواقع پر مدد اور بچاؤ کی مہم شروع کی جاتی ہے، اسی طرح نکاح میں سادگی پیدا کرنے کے لئے علماء ومشائخ، سماجی وسیاسی رہنما، صحافی اور اہل علم ودانش، مذہبی تنظیموں اور جماعتوں کے کارکنان ایک مہم چلائیں اور گھر گھر دستک دے کر انہیں سادہ طریقہ پر تقریب نکاح انجام دینے کی دعوت دیں۔

تعلیمی صورت حال یہ ہے کہ لڑکیاں تعلیم میں آگے بڑھتی جاتی ہیں، لگتا ہے کہ لڑکوں نے پیچھے کی طرف اپنا سفر شروع کررکھا ہے، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ تعلیم یافتہ لڑکیوں کو ان کے جوڑ کے لڑکے میسر نہیں ہیں، موجودہ حالات میں لڑکیوں کو اس پر مجبور نہیں کیا جاسکتا کہ وہ تعلیم کو ترک کردیں، بالخصوص ان حالات میں کہ زندگی کے تمام شعبوں میں خواتین کے لیے ۵۰ فیصد حصہ داری کی کوشش کی جارہی ہے، ان حالات میں اگر مسلمان لڑکیاں تعلیم ترک کردیں تو 50٪ سیٹیں بغیر کسی جدوجہد کے دوسروں کے ہاتھ میں چلی جائیں گی، اور پھر حصول تعلیم میں جو مسابقت جاری ہے، خاص کر لڑکیوں کو جو سہولت دی جارہی ہے، اس کے بعد اس سلسلہ میں آپ کی نصیحت نتیجہ خیز بھی نہیں ہوسکتی؛ اس لیے لڑکوں میں یہ مزاج پیدا کرنا ہوگا کہ وہ تعلیمی جدوجہد میں اپنے قدم آگے بڑھائیں، اگر ہر مسلمان گھر میں یہ فکر جاگ جائے تو اس کی نوبت نہیں آئے گی کہ تعلیم یافتہ نوجوان لڑکیوں کو ان کے جوڑ کا رشتہ نہیں مل پائے، دوسری طرف تعلیم یافتہ لڑکیوں کی ذہنی اور فکری تربیت کرنے کی ضرورت ہے کہ ایک مسلمان کے لئے اصل وجہ افتخار اس کا صاحب ایمان ہونا ہے، نہ کہ اس کا زیادہ تعلیم یافتہ اور اونچے ذریعہ معاش کا حامل ہونا؛ کیوں کہ تعلیم اور دولت کی کوئی نہایت نہیں، ایمان اس سے بھی قیمتی جوہر ہے، کسی مسلمان لڑکی کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی عار کی بات نہیں ہوسکتی کہ اس نے ایمان سے محروم شخص کو اپنا رفیق زندگی بنا رکھا ہو۔

ان واقعات کا تیسرا سبب ''مخلوط تعلیم'' ہے، لڑکوں اور لڑکیوں کا اختلاط نہ صرف اخلاقی اعتبار سے نقصاندہ ہے؛ بلکہ تدریسی نفسیات کے اعتبار سے بھی مضر ہے، مگر افسوس کہ مسلمانوں کے زیر انتظام جو درسگاہیں قائم ہیں، ان میں بھی بڑے فخر کے ساتھ کہا جاتا ہے کہ یہاں ''کو ایجوکیشن'' (مخلوط تعلیم) ہے، مخلوط تعلیم کا یہ نظام نہ صرف مسلمانوں کو بلکہ پورے ہندوستانی سماج کو غیر معمولی اخلاقی نقصان پہنچا رہا ہے؛ اس لیے مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے کم سے کم جونیئر کالج کی سطح تک زیادہ سے زیادہ الگ الگ درسگاہیں قائم کریں اور پیشہ وارانہ تعلیم کے کالجوں میں اگر جداگانہ درسگاہوں کا قیام دشوار ہو تو کم سے کم کلاس روم میں ایسی عارضی دیواریں رکھی جائیں، جو لڑکوں اور لڑکیوں کی نشست گاہوں کو الگ رکھتی ہوں، نیز مسلم علاقوں میں گورنمنٹ سے گرلس اسکول

اور گرلس کالج قائم کرانے کی کوششیں کی جائیں، اللہ کا شکر ہے کہ اس وقت ملک کے اکثر چھوٹے بڑے شہروں میں مسلمان، تعلیمی ادارے قائم کررہے ہیں، اگر تمام مسلمان طے کرلیں کہ وہ پرائمری اسکول کی سطح سے اوپر لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے الگ الگ درسگاہوں کا نظم کریں گے تو اندازہ ہیکہ ۵۰ فیصد مسلمان طلبہٗ وطالبات انشاءاللہ مخلوط تعلیم کی برائیوں سے بچ جائیں گے۔

ایسے ناخوشگوار واقعہ کا چوتھا سبب مسلمان لڑکیوں کا مخلوط ماحول میں بالخصوص کال سینٹروں میں ملازمت کرنا ہے، جو لڑکے اور لڑکیاں کال سینٹروں میں ملازمت کرتے ہیں، اکثر وہ رات کے وقت ایک ہی ٹیکسی میں سفر کرکے اپنے دفتر پہنچتے ہیں، ان کی رات ایک دوسرے کے ساتھ تنہائی میں گزرتی ہے، آپس میں مستقل طور پر گفتگو کی اور ساتھ کھانے پینے کی نوبت آتی ہے، اس طرح جوان لڑکوں اور لڑکیوں کا ایک ساتھ مل کر کام کرنا آگ اور پٹرول کو ایک جگہ جمع کرنا ہے؛ اس لئے ماں باپ اور گارجین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس معاملہ میں پوری احتیاط سے کام لیں، اور اپنے بچوں کی تربیت کریں۔

گو ایسے ناخوشگوار حالات کے لیے اور بھی اسباب ہیں؛ لیکن وہ اِکا دُکا واقعات کا سبب بنتے ہیں، یہ چار اسباب زیادہ اہم ہیں، اور ضروری ہے کہ مسلمان اس پر توجہ دیں اور امت کے ارباب حل وعقد پوری سنجیدگی کے ساتھ اس ناگفتہ صورت حال پر غور کریں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آج کی غفلت کل کے سیلاب کا پیش خیمہ بن جائے اور پھر اس پر بند باندھنا ممکن نہ رہے!! (شمع فروزاں)

ذمہ دار کون

الغرض: مسلم لڑکیوں کی اس بے راہ روی کے حقیقی مجرم ان کے والدین ہیں؛ کیونکہ باپ ماں نے نہ تو اپنے گھر کا ماحول دینی رکھا، نہ ہی اولاد کو دینی اقدار سکھلائے اور نہ مومن وکافر کا حقیقی فرق بتلایا، ان کی ساری توجہ اس امر پر مرکوز رہی کہ میری بیٹی اعلی تعلیم حاصل کرلے، اسے اچھی نوکری مل جائے؛ لیکن اس طرف قطعا توجہ نہ دی کہ ان حالات میں میری بیٹی مسلمان بھی رہ جائے گی کہ نہیں؟ انہیں یہ فکر تو صبح وشام ستاتی رہی کہ میری بیٹی ڈاکٹر بن جائے، انجنیئر بن جائے لیکن مومن ومسلمان بھی بنے اس کے بارے میں شاید کبھی سوچا بھی نہ ہو، ان کی یہ کوشش ضرور رہی کہ میری بیٹی اچھے نمبرات حاصل کرے اسے اچھا ٹیوٹر ملے؛ لیکن اس بارے میں کبھی خیال تک نہ گزرا کہ میری بیٹی کا استاذ وٹیچر دین واخلاق کا مالک ہے یا نہیں؟ اس کے کالج یا اسکول کا نظام مخلوط ہے یا علیحدہ، اگر بیٹی امتحان میں کم نمبر سے پاس ہوتی ہوگی تو سخت برہمی کا اظہار کیا ہوگا مارنے کی دھمکی دی ہوگی؛ لیکن لڑکی نے نماز میں کوتاہی کی ہوگی تو اسکے عوض ماتھوں پر بل نہ آئے ہوں گے، ان کی توجہ اس پر تو مرکوز رہی ہوگی کہ میری بچی انگریزی زبان بولنے اور سمجھنے لگے لیکن یہ کبھی نہ سوچا ہوگا کہ اسے قرآن مجید کا صرف ترجمہ ہی پڑھا دیا جائے، غرض یہ کہ اللہ تعالی کی طرف سے سونپی گئی حقیقی ذمہ داریوں کو وہ بھولے رہے، انہیں

یہ بھی یاد نہیں رہا کہ اللہ اور اس کے رسول نے ہمارے اوپر اولاد کی کیا ذمہ داری رکھی ہے؛ جب کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: "ایمان والو! تم اپنے کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں"۔ (التّحریم:٦) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے جس کسی بندے کو اللہ تعالی رعایا کی ذمہ داری دیتا ہے اور اس کی موت اس حالت میں ہوتی ہے کہ وہ اپنی رعایا کے ساتھ دھوکہ کرنے والا ہے تو اللہ تعالی اس پر جنت حرام کر دیتا ہے (صحیح بخاری وصحیح مسلم)۔

مسلم نوجوانوں کا حال

ہمارے مسلم نوجوانوں کا حال بھی علامہ اقبال کی اس منظر کشی کے عین مطابق ہے، وہ ارقام فرماتے ہیں: آج کے نوجوان تشنہ لب ہیں، ان کے دل کا پیالہ شراب عشق سے خالی ہے، چہرے دھلے دھلائے، صاف ستھرے (فیشن کے دل دادہ) مگر جان اندھیروں میں گھری ہوئی ہے، (ایمان کی شمع فروزاں گل ہو چکی ہے)، (بس علوم مغربی سے) دماغ روشن ہیں، نہ زندگی کے مسائل پر ان کی نظر ہے، نہ حقائق کے متعلق انہیں یقین حاصل ہے، نہ مستقبل کے بارے میں انہیں کچھ امید ہے، انہوں نے دنیا میں آنکھ کھول کر کسی چیز کو دیکھا ہی نہیں ہے، ان نااہلوں کی حالت یہ ہے کہ اپنی خودی سے تو انکار کرتے ہیں اور غیروں پر ایمان لائے ہوئے ہیں (جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ) بت خانہ تعمیر کرنے والا معمار ان کی مٹی سے بنی ہوئی اینٹوں کو اپنی عمارت میں لگا رہا ہے (اغیار اپنی ترقی کے لیے انہیں استعمال کرتے ہیں) ہماری درسگاہوں کو (جن میں یہ نوجوان تعلیم پاتے ہیں) اپنی منزل مقصود ہی کا پتا نہیں اور ان کے دل کی گہرائیوں تک پہنچنے اور حقیقی مقصد کی طرف انہیں متوجہ کرنے کا کوئی راستہ ہی نظر نہیں آتا۔ ان درسگاہوں نے نوجوانوں کے دلوں سے فطرت کے نور کو بالکل دھو دیا ہے، ان میں سے ایک طالبعلم بھی ایسا نہیں نکلا جسے گلشن اسلام کا گل رعنا کہا جا سکے، ہمارا معمار پہلی اینٹ ہی ٹیڑھی رکھ دیتا ہے، ہمارے معلمین ابتدا ہی سے شاہین کے بچوں میں بطخوں کی عادتیں پیدا کرتے ہیں۔ علم جب تک زندگی سے سوز و ساز حاصل نہ کرے، اس وقت تک طالب علم کا دل اپنے افکار سے لذت اندوز نہیں ہو سکتا۔ تجھے اشرف المخلوقات ہونے کی حیثیت سے جو مدارج عالیہ عطا کیے گئے ہیں ان کی تشریح وتفصیل ہی کا نام علم ہے، فطرت کی جو نشانیاں تجھے دی گئی ہیں علم ان کی تفسیر کے سوا اور کیا ہے؟ تجھے پہلے اپنے وجود کو محسوسات کی آگ میں تپانا چاہیے اس کے بعد کہیں تو یہ سمجھ سکے گا کہ تیری چاندی (اسلامی تہذیب) اور غیروں کے تانبے (مغربی تہذیب) میں کیا فرق ہے۔

لائحہ عمل

ارتداد کی اس تیز وتند آندھی کو روکنے اور اس سیلاب بلاخیز پر بندھ لگانے کے لیے معاشرے کے تین طبقات پر تین بڑی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔

سب سے پہلے والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی اولاد کی ہر نقل وحرکت پر غیر محسوس طریقے سے نظر رکھیں، بچپن ہی سے انہیں اسلامی تعلیمات اور نبوی اخلاق کا پابند بنائیں، مغربی کلچر اور بے حیا تہذیب سے کوسوں دور رہنے کی تلقین کریں، بلوغ کے بعد نکاح میں عجلت سے کام لیں، پڑھائی کے عذر کو ہرگز اس راہ میں حائل نہ ہونے دیں، والدین اس حقیقت کا ادراک کریں کہ اولاد کی ایمان سے محرومی کس قدر بدبختی کی بات ہے، جب تک والدین کو اس صورتحال کی سنگینی کا احساس نہیں ہوگا تب تک کوئی حل کارگر ثابت نہ ہوگا، ادراک وشعور سے پہلے موبائل اور انٹرنیٹ سے حتی الامکان بچائیں اور اگر ناگزیز ضرورت کے سبب اجازت بھی دیں تو مثبت ومنفی استعمال کی کڑی نگرانی کریں۔
سیل فون کا بیجا استعمال بھی خوب تباہی مچا رہا ہے۔ کالجوں میں زیر تعلیم بچیاں سیل فون کے ذریعہ غیروں سے جلد رابطہ میں آجاتی ہیں، زیر تعلیم بچیوں کو بغیر نگرانی کے اسمارٹ فون عطا کرنا والدین کی بڑی غلطی ہے، اسمارٹ فون دورِ حاضر کا سب سے بڑا فتنہ ہے، نئی نسل کے اخلاق پر وہ بڑے منفی اثرات ڈال رہا ہے، واٹس ایپ، فیس بک اور سوشل میڈیا کے دیگر ذرائع کا استعمال کرکے نئی نسل ہر قسم کی اخلاقی حدوں کو پار کررہی ہے۔

علماء امت اور ائمہ مساجد کی ذمہ داری ہے کہ وہ نوجوان طبقہ سے اپنے تعلقات استوار کریں، انہیں مختلف حیلوں سے اپنے قریب کرتے رہیں اور یاد رکھیں یہ زمانہ کنویں کو پیاسے کے پاس خود جاکر تشنگی بجھانے کا ہے؛ تاکہ اسلام اور ایمان کی عظمت ورفعت ان کے ذہن ودماغ میں جاگزیں کی جاسکے۔ نسل نو کو پوری سنجیدگی کے ساتھ اس بات سے آگاہ کریں کہ ایمان اور اسلام ہی ایک مسلمان کا سب سے بڑا سرمایہ اور دولت گراں مایہ ہے؛ اس لیے کہ دونوں جہاں کی کامیابی اسی ایمان پر منحصر ہے۔ انہیں مکی دور میں صحابہ کرام کے مجاہدات سے روشناس کرائیں اور بتائیں کہ ایمان واسلام کی حفاظت اور بقا کے لئے ادنی سا ادنی مسلمان جان، مال اور عیال سے گذر جانا تو گوارا کرلے گا؛ لیکن اس سرمایے پر کسی سمجھوتے اور سودے کے لئے تیار نہیں ہوگا، کیوں کہ محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذؓ کے واسطے سے پوری امت کو یہ وصیت فرمائی ہے کہ کسی حال میں شرک نہ کرنا خواہ تم قتل کردیئے جاؤ یا جلا دیئے جاؤ (مسند احمد)

دینی وملی تنظیموں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس موضوع کو مستقل تحریک کی شکل دے کر شعور بیداری مہم چلائیں، شہر شہر، گھر گھر، قریہ قریہ، چپہ چپہ اس حوالے سے لوگوں کو بیدار کریں، بڑے پیمانے پر مکاتب کا قیام اور تعلیم بالغان کا اہتمام کیا جائے، نوجوانوں کی ذہن سازی اور تربیت کے لیے چھوٹے چھوٹے ورک شاپ منعقد کیے جائیں، اجتماعی شادیوں کا انتظام بھی اس سلسلہ میں موثر اقدام کی حیثیت رکھتا ہے۔ (تعلیم یافتہ نوجوان طبقہ ارتداد کے دہانے پر، از قلم: مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانی)

اخیر میں ہم سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے کہ بارگاہ ایزدی میں استقامت علی الایمان کی دعائیں کریں، اللہ سے گناہوں کی معافی مانگیں اور اپنی اپنی حیثیت ووسعت کے مطابق دین وایمان کے تحفظ کا سامان کریں، لعل اللہ یحدث بعد ذلک امراً۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين

بزم خطباء ٹیلیگرام چینل میں شامل ہونے کے لیے ٹیلیگرام کے تلاش کے خانہ میں لکھیں

@bazmekhateeb

اور شامل ہوجائیں

نوٹ: اس مواد کو تیار کرنے میں مختلف اہل علم کے مضامین سے استفادہ کیا گیا ہے اور اقتباسات نقل کیے گئے ہیں۔